ضیاء الدین لاہوری

جنرل اعظم خاں ظالم
جنرل ایوب خاں کیوں نہیں؟

۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک تحفظ ختم نبوت کے نتیجے میں لاہور میں مارشل لاء نافذ ہوا تو اس وقت کے میجر جنرل اعظم خاں کو ناظمِ مارشل لاء تعینات کیا گیا۔ اس تحریک کے ضمن میں جب کہیں اعظم خاں کا ذکر ہوتا ہے تو اس کے ظلم و جور کے واقعات بھی ضرور بیان ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اس شخص کا قطعاً نام نہیں لیا جاتا جو اس تمام ملٹری ایکشن کا سربراہ تھا۔ میرا اشارہ جنرل ایوب خاں کی جانب ہے جو اس وقت بری افواج کا کمانڈر انچیف تھا۔ طریق کار کے مطابق جب انتظامیہ کسی معاملے میں فوج کی مدد چاہتی ہے تو وہ اس کے سربراہ کو درخواست کرتی ہے جو اس مقصد کے لیے کمانڈر کا چناؤ کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اعظم خاں کی نظامت میں مارشل لاء کا نفاذ جنرل ایوب خاں کے احکامات کے تحت عمل میں آیا۔ اسے حکم دیا گیا کہ تحریک کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے۔ اس نے ایسا کرتے ہوئے نہایت سخت گیری کا ثبوت دیا اور بے شمار مسلمان شہید کر دیئے گئے۔

اعظم خاں نے واقعی بہت ظلم کیا لیکن اس کا ذمہ دار صرف وہی نہیں بلکہ کوئی اور بھی ہے۔ اگر کسی محکمے کا کوئی اہل کار یا افسر اپنے اختیارات سے تجاوز کرتا ہے تو اس کا سربراہ اسے سزا دینے کا پابند ہے۔ بصورت دیگر وہ اس ناجائز کام میں شریک تصور کیا جائے گا۔ کیا جنرل ایوب نے اعظم خاں سے اس کے مظالم کی جواب طلبی کی؟ فوجی دفتری ریکارڈ تک رسائی ہمارے بس میں نہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ جنرل ایوب نے ایسا کیا تو بتایا جائے کہ اس نے اعظم خاں کی ناجائز کارروائیوں پر کیا ایکشن لیا؟ اگر یہ جواز قائم کیا جائے کہ اسے اس الزام سے بری کر دیا گیا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ جسے ہم ظلم کہتے ہیں وہ جنرل ایوب کی نظر میں نہیں تھا۔ اگر یہ بریت انصاف ہے تو اعظم خاں نے واقعی کوئی ظلم نہیں کیا۔ اصولی طور پر جنرل ایوب ظالم کا سربراہ قرار پاتا ہے جس کے احکامات کے تحت یہ سب کچھ ہوا۔

اس تحریک کی وقتی ناکامی کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ایوب خاں اور اعظم خاں (مؤخر الذکر کی مشرقی پاکستان سے گورنری سے سبکدوشی تک) ایک دوسرے کے بے حد معاون اور مددگار رہے۔ ایوب خاں نے اعظم خاں کو فوج میں ترقی کے مدارج طے کروائے۔ پھر جب اس نے ۱۹۵۸ء میں پورے ملک میں مارشل لاء نافذ کیا تو اعظم خاں اس کا دستِ راست تھا۔ اس نے ہی صدر سکندر مرزا سے زبردستی استعفیٰ لکھوا کر جنرل ایوب خاں کو مطلق العنان حکمران بننے میں مدد

دی۔ نتیجتاً پہلے اعظم خاں مرکزی کابینہ میں شامل رہا اور بعد میں اسے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔

یہ تو تھا ایوب خاں اور اعظم خاں میں باہمی تعلقات کا عالم لیکن ایوب خاں اور قادیانیوں میں جو قدرِ مشترک رہی وہ قادیانیوں کے خاص حلقوں میں بڑی توقیر کی حامل ہے۔ اس حلقے کے ایک رکن سے، جو سر ظفر اللہ خاں کے براہِ راست انتہائی قریب تھا۔ میرے اس وجہ سے روابط قائم ہوئے کہ ہم دونوں لندن کے ایک مکان کے ملحق کمروں میں بطور کرایہ دار رہائش پذیر تھے۔ ایک روز اس نے ایک خاص موڈ میں مجھے اعتماد میں لے کر ان حالات کا پس منظر بتایا جو ہمارے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اور اس کی کابینہ برخاست کر دیئے جانے کا باعث ہوئے۔ ہماری سیاسی تاریخ میں یہ واقعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسے ملک میں سیاسی عدمِ استحکام کی ابتدا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہر تحریر اور بیان میں اسے گورنر جنرل غلام محمد کا محض غیر سیاسی اقدام کہا جاتا ہے مگر حقیقت میں یہ عام سیاست سے ہٹ کر ایک نہایت گھناؤنی سازش تھی۔ مجھے متذکرہ حلقے سے جو معلومات حاصل ہوئیں، وہ حیرت ناک سہی (کیونکہ اکثر قارئین کے علم میں پہلی بار آ رہی ہوں گی) مگر اس وقت کے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے درست دکھائی دیتی ہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت خواجہ ناظم الدین کی وزارتِ عظمیٰ کے دور میں چلی۔ جلسوں جلوسوں میں وزیر اعظم پر سخت تنقید کی جاتی تھی کیونکہ بظاہر وہی ان کے مطالبات تسلیم نہ کرنے کا ذمہ دار تھا جبکہ عملی طور پر گورنر جنرل اور اس کے ٹولے میں شامل مقتدر حکام ہی دراصل حکومت تھے جو اہم معاملات میں من مرضی کے اقدامات کیا کرتے تھے۔ تحریک شروع ہونے کے کچھ عرصہ بعد مرکزی کابینہ نے یہ جرأت کی کہ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کو نظر بند کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اس پر قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں حکومت سے بے تعلق ہو کر گھر بیٹھ گیا۔ اس دوران کابینہ کے ایک حلقے نے ایک خفیہ میٹنگ کی جس میں اس امر کے پیشِ نظر کہ مسلمانوں کے مطالبات منظور کرنے کی راہ میں گورنر جنرل غلام محمد سدِّ راہ ہے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ تاجِ برطانیہ سے قادیانیوں کے مسئلے کا ذکر کئے بغیر انتہائی خفیہ انداز میں یہ شکایت کی جائے کہ گورنر جنرل کابینہ کے اکثر عوامی فیصلوں کو منظور کرنے کی راہ میں حائل ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے اسے سبکدوش کر دیا جائے اور اس کی جگہ فلاں (معاف کیجئے کہ راقم اس کا نام بھول چکا ہے) کو گورنر جنرل تعینات کرنے کی سفارش کی جائے۔ جب ایسا ہو جائے تو نئے گورنر جنرل سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے فیصلے کی توثیق کروالی جائے (یاد رہے کہ ان دنوں ڈومینین ہونے کی حیثیت میں پاکستان کے گورنر جنرل کی تعیناتی تاجِ برطانیہ کا اختیار تھا) اس منصوبے میں خواجہ ناظم الدین اور سردار عبدالرب نشتر پیش پیش تھے۔ اس کے بعد یوں ہوا کہ کابینہ کے رکن پیرزادہ عبدالستار نے غلام محمد کو اس کی خبر کر دی۔ اس نے فوری طور پر کمانڈر انچیف جنرل ایوب خاں سے امداد چاہی جس کے نتیجے

میں مرکزی کابینہ برخاست کردی گئی اور اگلی کابینہ میں پہلی بار ایک باوردی کمانڈر انچیف وزیرِ دفاع بھی بن گیا۔

غلام محمد اور ایوب خاں کی یہ باہمی سازش قادیانیوں کو نئی زندگی عطا کرنے کا باعث ہوئی جس کے معترف قادیانی آج بھی ہیں۔ عامۃ المسلمین کو گمراہ سمجھنے والے ان لوگوں کو میں نے اپنے کانوں سے ایوب خاں کے ذکر میں اس کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کا لاحقہ استعمال کرتے سنا ہے۔ اتفاق سے مجھے لاہور میں ایک آنجہانی قادیانی مصنف کے گھریلو کتب خانے میں تحقیق کے سلسلے میں ایک کتاب کی تلاش میں جانا پڑا تو اندر دیوار پر ایوب خاں کی قدِ آدم تصویر آویزاں پائی۔ آنجہانی کا بیٹا تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایوب خاں کی تعریف کرنے لگا کہ اس کے باپ کو ایوب خاں نے مجلس ترقی ادب کے ذریعے ایک بد مذہب کی تحریروں پر مبنی تقریباً درجن کتابیں مرتب کرنے کے لیے لاکھوں روپے کی منظوری دی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کا جنرل ایوب خاں کی شخصیت سے اس کی موت کے بعد بھی تعریفی رابطہ برقرار ہے جبکہ ہمارے بعض دینی حلقوں کے ذمہ دار لوگ آج بھی ایوب خان کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔ اعظم خان کے ساتھ ساتھ ایوب خان بھی ظالم اور قادیانی نواز تھا۔

ملک کے نامور ادیب وشاعر
عطاء الحق قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی
خالد مسعود خان اور سید یونس الحسنی
کی وقیع آراء کے ساتھ
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کا شعری مجموعہ
"چمنِ خیال"
شائع ہو چکا ہے
ضخامت: 120 صفحات ● قیمت: 100 روپے
بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961